السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مسجد واقع بڑھئی ٹولہ قریب اسٹیشن ریلوے مظفر پور ایک مدت دراز سے قائم ہے۔ اب سر کار چاہتی ہے کہ برضا مندی اہل اسلام مسجد مذکور کو توڑ کر سڑک ریلوے درست کرے اور معاوضہ میں اس کے جیسی مسجد مسلمانان جس قدر خرچ سے جہاں کہیں تعمیر کرانا چاہیں گے سر کار بنوادے گی اور بصورت نہ راضی ہونے مسلمانوں کے وہ مسجد حسب دفعہ ایکٹ (10/1870ء) بضرورت سر کار توڑ دی جائے گی۔ پس ایسی مجبوری میں شریعت سے جو حکم ہو، صاف صاف بحوالہ کتب وصفحہ وسطر وغیرہ کے تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا فقط۔ المستفتی: مولوی محمد عبدا لجلیل محمدی مظفر پوری۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ازروئے قانون وقف مذہب اسلام مسجد ملک خدا کی ہے کسی شخص کی جائیداد نہیں ہے۔ ہر مسلمان اس میں خدا کی عبادت بجالانے کا یکساں استحقاق رکھتا ہے۔ نہ اس کو کوئی توڑنے کی اجازت دے سکتا ہے نہ اس کا معاوضہ لینے کا کوئی مجاز ہے۔

"من بنیٰ مسجدا لم یزل ملکه عنه حتی یفرزه عن ملکه بطریقه ویاذن بالصلاة فیه اما الافراز فلانه لا یخلص للہ تعالی الا به کذا فی الهدایة"

(فتاویٰ عالمگیری بہ چھاپہ کلکتہ: 2/545 سطر: 15)

جس نے مسجد بنائی تو اس وقت تک اس کی ملکیت ختم نہیں ہوگی۔ جب تک وہ ایک طریقے سے اس کو اپنی ملکیت سے الگ نہ کردے اور نماز کی اجازت دے۔ ملکیت سے الگ کرنا اس لیے ضروری ہے کہ صرف اسی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص ہوسکتا ہے۔

"فی وقف الخصاف: اذا جعل ارضه مسجدا وبناه واشهد ان له ابطاله وبیعه فهو شرط باطل ویکون مسجدا کما لو بنی مسجد الاهل محلة وقال: جعلت هذا المسجد لاهل هذه المحلة خاصة کان لغیر اهل تلک المحلة ان یصلی فیه کذا فی الذخیرة"

(فتاویٰ عالمگیر بہ طبع کلکتہ: (2/547) سطر: 19)

اگر وہ اپنی زمین کو مسجد کے لیے دے اور اسے تعمیر کرے اور گواہی دے کہ وہ اس کو ختم کرسکتا اور بیچ سکتا ہے تو یہ شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہی رہے گی جیسا کہ اگر وہ ایک محلے والوں کے لیے مسجد بنائے اور کہے کہ میں نے یہ مسجد صرف اس محلے والوں کے لیے بنائی ہے تو اس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

وعن ابن عمر قال: أصاب عمر أرضا بخیبر فأتی النبی- صلی اللہ علیه وسلم- یستأمره فیها فقال: یارسول اللہ، إنی أصبت أرضا بخیبر لم أصب مالا قط هو أنفس عندي منه، قال: إن شئت حبست أصلها وتصدقت بها، قال: فتصدق بها عمر غیر أنه لا یباع أصلها، ولا یورث، ولا یوهب، فتصدق بها علی الفقراء، وفی القربی، وفی الرقاب، وفی سبیل اللہ، وابن السبیل، والضیف، لاجناح علی من ولیها أن یأکل منها بالمعروف، ویطعم صدیقا، غیر متمول مالا (بخاری شریف طبع مصر: 2/14 سطر 14)[1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں زمین ملی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: مجھے ایک زمین ملی ہے کہ اس سے عمدہ مال مجھے اب تک کبھی نہیں ملا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک لو اور اس (کی آمدنی) صدقہ کردو۔ چناں چہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے صدقہ کردیا کہ اس کی اصل فروخت اور ہبہ نہ کی جائے اور نہ وراثت ہی میں تقسیم ہو۔ وہ فقراء، قرابت داروں، غلام آزاد کرانے، راہ خدا میں، مہمانوں اور مسافروں میں تقسیم کی جائے۔ اس کے نگران پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ خود اس میں سے اچھے طریقے سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے، لیکن مال جمع کرنے والا نہ ہو۔

---

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (2613)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05